بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اللہ نور السموات والارض مثل نورہ کمشکوۃ فیہا مصباح

نمبر ۱۸

جلد ۶

مصباح

زنانہ اخبار مہینے میں دو بار

۱۵ ستمبر ۱۹۳۲ء ۱۲ جمادی الاول ۱۳۵۱ھ

چندہ سالانہ دو روپیہ آٹھ آنے

بیرون ہند ۸/

ایڈیٹر قاضی محمد ظہور الدین اکمل

قادیان دارالامان سے یکم و پندرہ کو شائع ہوتا ہے

فہرست مضامین

معیار زندگی	۳/۵	عبد الرحیم شبلی
ہمارا محسن	۵/۱۲	محترمہ سیدہ رقیہ بیگم صاحبہ اور ین
وفات مسیح علیہ السلام	۱۲/۱۶	محترمہ قانتہ صاحبہ پشاور
الٰہی پیار	۱۶/۱۷	نثار
عجائبات و اعلان صفحہ ۱۸ و ۱۹		

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اپنا اپنا مقدّر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دو پھول ساتھ پھولے قسمت جدا جدا ہے — نوشاہ نے ایک پہنا لاشہ پہ اک چڑھا ہے

نکلے صدف سے موتی دو ایک ساتھ لیکن — اک پس گیا کھرل میں اک تاج میں لگا ہے

دو بھائیوں کو دیکھو باہم ہیں جو حقیقی! — اک شاہ نامور ہے۔ اک شاہ جی بنا ہے

اک ہی شجر کی شاخیں دو ایک ساتھ کاٹیں — اک آگ میں جلائی اک کا بنا عصا ہے

دو مرغ اسیر آئے دیکھو نصیب انکے — صدقے میں ایک چھوٹا اک ذبح ہو رہا ہے

سونا ہی ماہیت ہے سونے کے سب ہیں زیور — اک سیم بر کا زیور اک کشتۂ طلا رہے

پتھر ہیں سب جواہر جنکی بڑی ہے قیمت — پتھر کی آسیا ہے ہر دم جو سینہ سا ہے

آب حیات جویاں دو شخص ساتھ پہنچے — محروم ایک لوٹا۔ اور ایک کو ملا ہے

اہل وطن مسافر دونو ہیں بھائی بھائی — اک چین سے ہی گھر میں اک چین میں گیا ہے

(پیسہ)

"خدا کی نیک بندیاں" انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور نے "خدا کی نیک بندیاں" ایک ٹریکٹ شائع کیا ہے، جو ایک آنہ کا ٹکٹ بھیجنے پر مفت ملسکتا ہے۔ اس ٹریکٹ میں لڑکیوں کیلئے بہت مفید باتیں قرآن مجید و حدیث سے لکھی ہیں۔ خوشخط موزون تقطیع عمدہ کاغذ مصباحی بہنیں.....

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مصباح

قادیان دارالامان مورخہ ۱۵ ستمبر ۱۹۳۲ء

معیارِ زندگی

معیارِ زندگی کا مفہوم

ہر انسان کو چند ضروریات ہوتی ہیں۔ جن کو پورا کرنے کے لئے وہ ہر ممکن کوشش عمل میں لاتا ہے۔ بلکہ بعض ماہرین علم المعیشت تو اس حد تک کہتے ہیں کہ وہ شادی نہ کرنے کو اسباب پر ترجیح دیگا۔ کہ وہ اپنا معیارِ زندگی ذرا پست کردے+

یہ معیارِ زندگی ہر انسان کے لئے مختلف ہوتا ہے۔ مثلاً ایک غریب آدمی کے لئے معمولی دال روٹی۔ ایک جھونپڑی اور ایک لنگوٹی، زندگی کے بقا کے لئے کافی چیزیں ہیں لیکن ایک طالب علم کے لئے طالب علم رہنا محال ہے۔ جبتک کہ اس کے پاس خاص وضع کا لباس، اچھی خوراک، چند کتابیں۔ اور کچھ سنگار کا سامان موجود نہ ہو۔ اسی طرح ایک جج جج نہیں رہ سکتا جبتک اس کے پاس ایک موٹر ایک کوٹھی چند سوٹ اور نوکر چاکر، زائد چیزیں نہ ہوں+

یہ معیار ابتدائی تربیت اور سوسائیٹی کے اثر کا نتیجہ ہوتا ہے۔ وہ لوگ جو گاؤں میں زندگی بسر کرتے ہیں۔ ان کا معیارِ زندگی بہت پست ہوتا ہے۔ اُن لوگوں کے معیار کے مقابلہ میں جو سوسائیٹی میں باوقار زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں۔ وہی چیز جو ایک جج کے لئے ضروریات میں سے ہو جاتی ہے بسا اوقات وہ ایک کسان کے لئے عیاشی تصور کی جاتی ہے۔ مثلاً ایک جج کے لئے موٹر ایک ضروری چیز ہے، اگر یہ اس کے پاس نہ ہو تو ضرور ہے کہ اس کا وقت ضائع ہوگا۔ قطع نظر اس کے کہ سوسائیٹی میں اسکو عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھا جائیگا۔ اور اس کی قابلیت میں فرق آجائیگا لیکن یہی موٹر اگر ایک کسان کے پاس ہو، تو اس کیلئے یہ سراسر عیاشی ہے۔ اور ایک غیر ضروری چیز+

معیارِ زندگی اور اقتصادی حالت

اس معیار کا انسان کی قابلیت پر ایک گہرا اثر پڑتا ہے۔ جن لوگوں کا معیار کم ہوتا ہے۔ وہ عموماً نالائق ہوتے ہیں۔ اور اسی وجہ سے ان کی تنخواہیں بہت کم ہوتی ہیں۔ جیسے ایک ہندوستانی مزدور کی روزانہ آمدنی بہت کم ہے۔ بہ نسبت ایک اسی قسم کے انگریز مزدور کے۔ وجہ یہ ہے کہ اول الذکر کا معیار بہت کم ہے اس وجہ سے ان کی قابلیت بھی کم ہو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہے۔ اور لہذا اسے تنخواہ بھی بہت تھوڑی دیجاتی ہے۔

"بلند معیار زندگی" کا ہر گز یہ مطلب نہیں کہ انسان اپنی ضروریات پر بہت خرچ کرتا ہے، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ آمدنی کے مقابلہ میں اس کا خرچ کم ہے اگر وہ زیادہ خرچ کرتا ہے۔ تو اس کا معیار زندگی بہت پست ہے۔ پس اس معیار کا انحصار "قابلیت" پر ہے نہ کہ خرچ پر۔

اگر ہمیں کسی قوم کا معیار زندگی معلوم ہو جائے تو ہم پتہ لگا سکتے ہیں کہ وہ قوم کسقدر "قابلیت" اپنے اندر رکھتی ہے۔ اور اس کی اقتصادی حالت کیا ہے۔

KHILAFAT LIBRARY

ہندوستانیوں کا پست معیارِ زندگی

پس اسی اصل کے ماتحت ہم ہندوستانی لوگوں کا مطالعہ کرتے ہیں۔ ان کی سالانہ آمدنی کے متعلق مختلف لوگوں نے مختلف اندازے لگائے ہیں۔ بعض کہتے ہیں، اڑتالیس روپے سالانہ اور بعض کچھ اس سے کم اور بعض کچھ اس سے زیادہ۔

اگر ہم اڑتالیس روپیہ سالانہ کو اوسط تصور کریں تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ دو آنے روزانہ آہ! کسقدر قابلِ رحم حالت ہے۔ ہندوستانی مزدوروں کو اسی دو آنے کی رقم میں ان کو کپڑے بنانے ہیں۔ اور روٹی کھانی ہے۔ نہ صرف خود بلکہ بیوی بچوں کو بھی کھلانی ہے۔ نیز رہائش کا انتظام کرنا ہے۔

اس کے مقابلہ میں انگریز مزدوروں کی حالت دیکھئے وہ ایک سال میں ۷۲ پونڈ یا ۱۰۸۰ روپے کما لیتے ہیں۔ یعنی تین روپے روزانہ۔

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا

ہندوستانیوں کے اس پست معیار کی کئی وجوہات ہیں۔ جن میں سے ایک یہ ہے کہ وہ قدامت پسند ہیں۔ ترقی کی نئی راہوں کیطرف سے ان کی آنکھیں بند ہیں۔ اور وہ پرانی لکیر کے فقیر ہیں۔ دوسری یہ کہ وہ شادی ختنہ اور اموات کی رسومات پر بہت زیادہ خرچ کر دیتے ہیں اسی وجہ سے ان کو قرضہ لینا پڑتا ہے۔ جس سے وہ ساہوکار کے پنجہ میں بری طرح پھنس جاتے ہیں، باوجود غریب ہونے کے، وہ جہالت کی رسومات میں اس طور سے جکڑے ہوئے ہیں۔ کہ وہ انپر ایک زرِ کثیر خرچ کئے بغیر اپنی نجات نہیں سمجھتے، مشاہدہ کیا گیا ہے۔ کہ زیادہ تر عورتیں ہی ان توہمات کا شکار ہوتی ہیں۔ اور وہی ان رسومات کی ادائیگی کی محرک ہوتی ہیں۔ وجہ یہ معلوم ہوتی ہے، کہ عورتیں بوجہ پردہ اور اپنی دیرینہ جہالت کے باہر تو نکل نہیں سکتیں۔ اور نہ وہ دنیا کے حالات پر غور کر سکتی ہیں۔ اس وجہ سے پرانے خیالات ہی جو نسلاً بعد نسلاً ان کو ورثہ میں ملے۔ ان کا مذہب اور دین بن گئے۔ پردہ سے یہاں مراد وہ نقاب نہیں جو ہر مسلمان بی بی کو اوڑھنا چاہیئے۔ بلکہ وہ تعصبات اور توہمات ہیں جو مرورِ زمانہ سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ان کی عقل پر چھا گئے۔ اور جو ان کی تعلیمی و معاشرتی ترقی میں سدِّ راہ بنے ہوئے ہیں +

عورتوں کی ذمہ واری

اے کاش! کہ عورتیں اپنی ذمہ واری محسوس کریں۔ اور ہندوستان کے اس خوفناک پست معیار کو بلند کرنے میں ہر ممکن کوشش عمل میں لائیں۔ جیسا کہ کئی بار دہرایا جا چکا ہے۔ ان کا کام صرف روٹی پکانا ہی نہیں۔ بلکہ ان کے سامنے ذمہ واری کا ایک وسیع میدان ہے۔ جہاں ان کو خلق خدا کی بھلائی کے لئے دن رات کام کرنا ہے +

فی الحال وہ دو کام کر سکتی ہیں۔ ایک یہ کہ تمام مذموم رسومات کو نہ صرف خود خیر باد کہیں۔ بلکہ دوسروں کو بھی خیر باد کہنے کی ترغیب دیں۔ دوسرے یہ کہ وہ نہ صرف خود تعلیم حاصل کریں۔ بلکہ اپنی ہم جولیوں کو بھی پڑھائیں۔ اور پھر بڑھکر ترقی کی نئی راہوں کو دریافت کریں۔ تاکہ ہماری اقتصادی طاقت مضبوط ہو اور ہم دشمنوں پر غلبہ پا جائیں +

اللہ تعالےٰ آپ کو ان باتوں کو سمجھنے اور ان پر غور کرنے کی توفیق عطا فرمائے +

(عبد الرحیم شبلی)

KHILAFAT LIBRARY

توسیع اشاعت مصباح ہر احمدی خواتین کا فرض ہے (مینجر)

ہمارا محسن

یہ مضمون ایک جلسہ میں پڑھنے کے لئے لکھا گیا تھا۔ مگر چونکہ احمدی اور غیر احمدی بہنوں نے اسے بہت پسند فرمایا۔ اس لئے مصباح کی بہنوں کی ضیافت طبع کے لئے بھیجتی ہوں۔

پیاری بہنو! آج پہلا دن ہے۔ جو میں آپ کے سامنے رسول کریم کے محاسن بیان کرنے کے لئے کھڑی ہوئی ہوں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ کی زندگی پاک اور مطہّر تھی۔ اور ہمارے لئے کیا ساری دنیا کے لئے اسوہ کا حکم رکھتی ہے۔ اور آپؐ کے احسانوں سے ہماری گردنیں سبکدوش نہیں ہو سکتیں۔ اس میں بھی شک نہیں کہ ہمیں اور آپ کو آپؐ کی ذات سے بیحد محبت ہے، اور ہونی چاہیئے۔ مگر ہماری محبت اکثر اعتقاد پر مبنی ہے۔ کاش ہمیں آپؐ کے تمام احسانات کی واقفیت ہوتی یا ہو جائے۔ تو یہی محبت سرشاری اختیار کرلے۔ کسی شخص کو اپنے محسن سے حقیقی محبّت نہیں ہو سکتی جبتک اس کے احسان کا پورا پورا حال اسے معلوم نہ ہو۔ اس لئے اس وقت میں رسول اکرمؐ کے ان احسانات میں سے جو آپؐ نے ساری دنیا پر کئے ہیں۔ ان چند اور خاص احسانات کو جو آپؐ نے ہماری صنف یعنی عورتوں پر کئے ہیں۔ بیان کرنا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چاہتی ہوں +

KHILAFAT LIBRARY

شائد آپکو نہیں معلوم ہو گا کہ اسلام کی بعثت سے قبل عورتوں کی کیا حالت تھی۔ اور ہماری صنف .... قعر مذمت میں گری ہوئی تھی +

دنیا میں مصلح پر مصلح ریفارمر پر ریفارمر نبی پر نبی آتے رہے۔ مگر کوئی عورتوں کی حقیقی شخصیت اور عورتوں کا حق دنیا میں قائم اور رائج نہ کر سکا۔ یہ ہمارے پیارے نبی احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی احسان ہے۔ کہ آپؐ نے ہماری عزت ہمارا وقار ہمارا حق دنیا میں قائم کر کے مردوں کے دوش بدوش کر دیا۔ دنیا میں اسلام آنے سے قبل ہماری صنف یعنے عورتیں دنیا کی تمام مخلوقات میں حقیر، بدتر اور ذلیل سمجھی جاتی تھیں +

دنیا کا تمام گناہ ہماری طفیل سمجھا جاتا تھا دنیا کا تمام فساد ہماری ذات سے منسوب تھا۔ دنیا ہمارے وجود کو اس کی ناپاکی کیوجہ سے جانتی تھی، مگر ہمارے پیارے نبی سردار دوجہاں نے قرآن کریم کی ھن لباس لکم والی آیت پیش کر کے نہ صرف ہمارے نام سے ناپاکی کے دھبے کو مٹایا بلکہ لباس کا جامع اور مانع لفظ پیش کر کے ہماری زندگی کو لازم ملزوم کر کے ہمارے وجود کو مردوں کے وجود کے لئے از بس ضروری اور پردہ پوش قرار دیا۔ پھر یہی نہیں بلکہ تمام جہان کی جنت کو ہمارے قدموں کے نیچے قرار دیا۔ جیسا کہ آپ لوگوں نے بھی سنا ہو گا کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:۔ تمہاری جنت تمہاری ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے +

پس غور کرنے کا مقام ہے کہ کہاں تو دنیا کے بڑے بڑے علما بڑے بڑے عقلا فلاسفر ہماری ہستی ہماری ذات ہمارے وجود ہماری صنف یعنے عورتوں کو دنیا کے لئے ننگ اور فساد کا باعث سمجھتے تھے۔ بلکہ اکثر فلاسفروں کے اقوال سے تو ایسی باتیں مترشح ہیں۔ کہ جس سے یقین کرنا پڑتا ہے کہ اگر ان لوگوں کا بس چلتا تو ساری دنیا کی عورتوں کو نیست و نابود کر دیتے۔ لیکن ہمارے پیغمبر علیہ السلام نے ہماری وہ عزت دنیا میں قائم کر دی جسکی مثال آجتک تاریخ میں نہیں ملتی۔ دور جانے کی بات نہیں۔ آج دنیا کے اتنا ترقی کرنے اور دنیا میں آزادی کی ہوا پھیل جانے کے باوجود ہماری آنکھوں کے سامنے ہندوستان کا رواج اور قانون موجود ہے۔ اس میں سے اکثر رواج ہم لوگوں میں بھی رائج ہو گیا ہے، تاہم ہم لوگ خدا کے فضل سے اس ظلم سے محفوظ ہیں +

ہندوستان میں کیا ساری دنیا میں عورتیں آجتک ہمیشہ سے ورثہ سے محروم رہتی چلی آتی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہیں۔ ان کو کبھی اپنے ماں باپ کی جائداد سے حصّہ لینے کا حق نہیں رہا ہے۔ بلکہ جائداد یا ملکیّت پر ان کا کوئی حق نہ سمجھا جاتا تھا۔ اور نہ سمجھا جاتا ہے۔ سب سے پہلے اسلام نے ہمارا حق اور حِصّہ قائم کیا۔ یہ تو چند اُن باتوں کی مثال اجمالی طور پر ہے۔ جو عام عورتوں سے متعلق ہے۔

مگر میں چند اُن خاص حقوق اور رواج کا ذکر کرنا چاہتی ہوں۔ جو زن و شوہر کے متعلق دنیا میں عموماً اور ہندوستان میں خصوصاً مروج تھا۔ عورت کو مرد کے لئے زیادہ سے زیادہ ایک لونڈی سمجھا جاتا تھا۔ بلکہ لونڈی سے بھی بدتر۔ کیونکہ لونڈی بھی ایک حد تک اپنی مالک کی اطاعت اور فرمانبرداری کے لئے مجبور ہے۔ مگر یہاں تو عورتوں کا یہ حال تھا۔ کہ جبتک وہ شوہر کی شریک حال زندگی ہے۔ اس کی ساری خوشیاں۔ اس کے سارے جذبات اس کے سارے اوقات مرد کے لئے وقف ہوتے اور وہ اسپر بھی مردوں کی مرہونِ منت سمجھی جاتی تھی۔ اور مرد کو اسپر ہر طرح کا حق حاصل تھا اور پھر جب شوہر صاحب ایک لمبی مدت تک ظلم ڈھانے کے بعد اس جہان سے پہلے تشریف لے گئے تو عورت کے لئے یہ قانون تھا کہ مرد کے سوگ میں اپنے آپ کو نذرِ آتش کرے۔ یعنے زندہ بھڑکتے ہوئے شعلوں میں اسے ڈال دیا جاتا۔ اور اس ظالمانہ اور بہیمانہ فعل کا نام "ستی" یعنے قربانی رکھا جاتا۔ مگر

جب اسلام کے غلاموں نے اپنی بادشاہت ہندوستان میں قائم کر کے اس خلاف انسانیت فعل کو رد کا تو بھی ان لوگوں نے۔ بیواؤں پر ایسی ایسی زحمتیں وارد کیں۔ اور ایسے ایسے قانون نافذ کر دیئے۔ کہ ان کے لئے یہ زندگی بھی اجیرن ہو گئی بلکہ موت سے بدتر۔ چنانچہ آپ اپنی نظروں کے سامنے ہندو بیواؤں کی حالت اور درگت دیکھ رہی ہیں۔

KHILAFAT LIBRARY

یہ بیان بھی فائدہ سے خالی نہ ہو گا۔ کہ ایک زمانہ تک دنیا کے ذی اقتدار اور برسرِ عروج اقوام اپنے لئے لڑکی کو ننگ قوم سمجھتی رہیں۔ اور اس کے پیدا ہوتے ہی اسے نمک چٹا کر۔ زندہ درگور کر کے اپنے خیال میں بہترین غیرت کا ثبوت دیتے۔ یہ ایسا مشہور و معروف امر ہے جو تشریح کا حاجتمند نہیں۔ بلکہ اشارہ ہی کافی ہے۔

غرض دنیا سرے سے ہمارے وجود کو ننگ قوم، ننگ ملک اور دنیا کے فساد کا باعث اور شیطان کا آلہ سمجھتی تھی۔ چنانچہ ان چند مجموعی واقعات کے بیان کے بعد میں عیسائیوں اور ہندوؤں کے چند بڑے بڑے علماء اور اقطاب کے اقوال پیش کرتی ہوں۔ جن سے اس بیان کی اور بھی وضاحت ہو جائے گی۔

۱۔ سینٹ انٹانی کے قول کے مطابق "

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عورت شیطان کا آلہ ہے۔ اور اس کی آواز
سانپ کی آواز ہے +

۲۔ اور سینٹ بوناویچر کے قول کیمطابق "عورت ایک بچھو ہے۔ جو ہمیشہ نیش مارنے کو طیار رہتی ہے +

۳۔ سینٹ کپرین فرماتے ہیں کہ "عورت ہی شیطان کا وہ آلہ ہے جس سے وہ ہماری روحوں پر قابض ہو جاتا ہے +

۴۔ سینٹ جان کریسوسٹم فرماتے ہیں کہ عورت ہی کے ذریعہ شیطان نے فتح پائی۔ اور اسی کے باعث جنت کھوئی گئی۔ اور تمام جنگلی درندوں میں عورت ہی سب سے زیادہ خطرناک ہے +

یہ چند نمونے عیسائیوں کے اقوال کے ہیں۔ اب ذرا ہندوؤں کے اقوال ملاحظہ ہوں:-

۱۔ نراد فرماتے ہیں۔ کہ وہ شخص جو کسی سے قرض لیتا ہے۔ اور پھر ادا نہیں کرتا۔ وہ اپنے قرض دینے والے کے گھر میں ایک غلام، ایک نوکر، ایک عورت یا چار پائے کی جون میں ڈالا جائیگا۔ غرض آپ نے عورت کو اور چار پایہ کو ایک ہی .... .. صف میں ملا دیا۔ اور عورت کو ایک گناہ کا بر قرار دیا)

KHILAFAT LIBRARY

۲۔ منو (ہندوؤں کا سب سے بڑا قانون ساز) فرماتے ہیں کہ بیوی۔ بچہ اور غلام اشیاء مملوکہ ہیں۔ اور اسلئے ان کی جو بھی حاصل کردگی ہے۔ وہ سب اس کی ہے۔ جس کی یہ سب خود ہیں +

۳۔ پھر رامائن (جو ہندوؤں کی ایک مقدس کتاب ہے) میں لکھا ہے۔ کہ کسان۔ نیچ اقوام۔ جانور۔ اور عورت کو لوہے میں جکڑے رہنا چاہیئے

۴۔ ایک جگہ لکھا ہے کہ عورت خود مختاری کی اہلیت نہیں رکھتی۔ اور اسی طرح بودھیان کہتے ہیں۔ کہ عورت عقل سے عاری ہے اسلئے وراثت پانے کے قابل نہیں +

اس کے برخلاف اب ذرا قرآن حکیم اور ہمارے پیارے مطاع ہمارے پیشوا رحمۃ للعالمین کے اقوال زریں ملاحظہ ہوں۔ ارشاد ہے:-

وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ؕ فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَیْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِیْٓـًٔا مَّرِیْٓـًٔا ؕ (سورت ۴ آیت ۴)

ترجمہ:- اور دو عورتوں کو مہر ان کے خوشی سے پھر اگر پسند کریں وہ تمہارے لئے کچھ اس میں سے خود ہی، تو کھاؤ اسکو رچتا پچتا +

اور فرمایا:-

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا ؕ

ترجمہ:- اے ایمان والو نہیں جائز نہیں کہ وارث ہو جاؤ تم عورتوں کے جبراً +

وَلِلرِّجَالِ نَصِیْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ وَلِلنِّسَآءِ نَصِیْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْ كَثُرَ ؕ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نَصِيبًا مَّفْرُوضًا ۝

ترجمہ:۔ مردوں کے لئے حصہ ہے اس میں سے جو چھوڑا والدین اور قریبی رشتہ داروں نے اور عورتوں کے لئے حصہ ہے اس میں جو چھوڑا والدین اور قریبی رشتہ داروں نے اس سے جو تھوڑا ہو۔ اس میں سے یا بہت حصہ مقرر کیا ہوا +

KHILAFAT LIBRARY

لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوا وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ وَاسْأَلُوا اللَّهَ مِن فَضْلِهِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ۝

ترجمہ:۔ مردوں کے لئے حصہ ہے اس سے جو کمایا انہوں نے۔ اور عورتوں کے لئے حصہ ہے اس سے جو کمایا انہوں نے۔ اور مانگو اللہ سے اسکا فضل بیشک اللہ ہی ہر شے کو جاننے والا ہے +

۱۔ اور رسول کریمؐ فرماتے ہیں۔ کہ خیرکم خیرکم لاھلہٖ یعنے تم میں سب سے بہتر وہ ہے جسکا برتاؤ اپنی بیوی کے ساتھ اچھا ہے +

۲۔ پھر آپؐ فرماتے ہیں۔ کہ مجھے دنیا کی ساری چیزوں میں عورت اور خوشبو زیادہ پسند ہیں۔

۳۔ پھر آپ فرماتے ہیں۔ کہ جس طرح تمہارا حق تمہاری بیویوں پر ہے اسی طرح ان کا حق تم پر ہے +

۴۔ اور فرمایا کہ کیا تمہیں نہیں معلوم کہ تم سے زیادہ عورتیں انعام کی مستحق ہیں +

۵۔ پھر فرمایا۔ جب عورت پانچ وقتوں کی نماز ادا کرتی ہے۔ اور رمضان کے روزے رکھتی ہے اور باعصمت رہے۔ اور اسکا برتاؤ اپنے شوہر سے اچھا ہے۔ تو اُسے کہدو کہ وہ جنت کے جس دروازہ سے چاہے داخل ہو جائے +

۶۔ پھر فرماتے ہیں۔ کہ جس شخص کے گھر میں لڑکی پیدا ہوتی ہے۔ اور وہ اس کی پرورش اور پرداخت اچھی طرح کرتا ہے۔ تو وہ آگ سے بچایا جائے گا +

۷۔ اور فرمایا عورت مرد کا آدھا حصہ ہے

۸۔ اور یہ کہ ایک مسلمان کو کبھی اپنی بیوی سے تلخی کے ساتھ برتاؤ نہیں کرنا چاہیئے۔ اور اگر اس کو عورت کا ایک فعل ناپسند ہے۔ تو اس کو اس کی دوسری خوبی پر نظر کر کے خوش ہونا چاہیئے

۹۔ پھر فرمایا کہ اپنی عورتوں کے ساتھ برتاؤ کرنے میں خدا کا خوف مدنظر رکھو۔ کیونکہ بیشک وہ تمہاری مددگار ہیں۔ اور خدا کے حکم کیساتھ اُن کی تلقین کرو +

اب یہ اقوال مبارک جو آپ کے سامنے پیش کئے گئے ہیں۔ ان سے آپ اندازہ لگا سکتی ہیں۔ کہ گو دنیا ہمارے حقوق اور ہمارے جذبات کو پامال کرنا اپنا واجب حق جانتی تھی۔ مگر ہمارے پیشوا رحمت للعالمین نے کس طرح اس کا قلع قمع کیا اور ہمارے وجود کو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دنیا کے لئے ضروری قرار دیا۔ دنیا ہمیں پیدا ہوتی ہی مار دینا اپنے لئے باعث فخر اور غیرت جانتی تھی۔ مگر آپ صلعم نے ہماری پرورش اور پرداخت کو دوزخ سے بچنے کا ذریعہ بنایا۔ دنیا ہمارے وجود کو بدترین مخلوق سمجھتی تھی۔ مگر آپ صلعم نے دنیا کی ساری چیزوں میں ہم سے اور خوشبو سے محبت کا اظہار فرما کر ہماری فضیلت ثابت کر دی۔ دنیا ہمیں شوہر کی لونڈی قرار دیتی تھی۔ مگر آپ صلعم نے ہمیں مرد کی مددگار بلکہ ہماری خوشنودگی کو اُنکے جنتی ہونے کا باعث بتایا۔

دنیا ہمیں نا اہل سمجھکر ہمیں وراثت سے محروم رکھتی تھی۔ مگر آپ صلعم نے ہمارا حق قائم کر کے وراثت میں ہمارا حصہ قرار دیا۔ وغیرہ وغیرہ

KHILAFAT LIBRARY

پس کونسا وہ دل ہے جو رسول کریم صلعم کے کم از کم اس احسان کو یاد کر کے آپ کی محبت میں تڑپ نہیں جاتا۔ اور کونسی وہ زبان ہے۔ جس سے بیساختہ صلِّ علیٰ محمدؐ نہیں نکل جاتا اور کونسی وہ روح ہے۔ جو آپکی محبت میں سرشار ہو جانا نہیں چاہتی۔

درحقیقت آپ نے عورتوں کا حق دنیا میں قائم کر کے نہ صرف عورتوں پر بلکہ سارے جہان پر احسان کر کے اپنے رحمت للعالمین ہونے کا زبردست ثبوت دیا ہے جسکی آنکھیں ہوں۔ وہ دیکھے۔ جس کے کان ہوں وہ سنے۔

جسے عقل ہو وہ سمجھے۔ کہ دنیا نے جسے ذلیل و خوار کر رکھا تھا۔ دنیا نے جسے نیست و نابود کرنا چاہا تھا۔ اور اس کے جذبات و حسیات کو کچل رکھا تھا حضرت محمد رسول اللہ نے اس ہستی کو اٹھایا۔ بڑھایا۔ اور اس کی توقیر قائم کی۔ سنو! سنو!! یہی وہ ہستیاں ہیں۔ جن کی گود میں دنیا کی ساری قومیں پلتی ہیں کہ جسکو دنیا نے اس طرح کچل رکھا تھا۔ اور جسکو اس طرح ذلیل و خوار سمجھ رکھا تھا۔ اس کی گود سے کیا کوئی اچھی قوم کے نکلنے کی امید کی جا سکتی تھی؟

کیا کوئی غلاموں کی گود میں پلکر حریت کا علم بردار ہو سکتا ہے۔ کیا کوئی چارپاؤں کی گود میں پلکر اعلیٰ انسان بن سکتا ہے۔ کیا عالمِ طفلی میں سانپ کی آواز سنکر اور اس کی گود میں پلکر اسکے اثر سے محفوظ رہ سکتا ہے؟

کیا شیطانوں کی گود میں پلی ہوئی قومیں صلح امن اور آشتی کے ساتھ رہ سکتی ہیں؟ چنانچہ یہ مانا ہوا قانون ہے۔ کہ انسان پر بچپن کی تربیت اور تعلیم کا بہت بڑا اثر ہوتا ہے۔ اسمٰعیل جو ایک بہت بڑا فلاسفر گذرا ہے۔ اسنے اپنی کتاب "کیرکٹر" میں لکھا ہے۔ کہ انسانوں کے دلوں پر وہ نقش جو عالمِ طفلی میں پڑ جاتا ہے۔ وہ پھر کبھی مٹائے نہیں مٹتا۔ تو پھر یہ کیا بے تمیزی و بے عقلی نہیں کہ اس ہستی کو جس کے نقش اثر سے دنیا کا کوئی فرد اور قوم محفوظ نہیں رہ سکتی اسے ذلیل و خوار

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کر کے اس کی امنگوں اور قابلیّت کو کچل ڈالا جائے

پس رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری شخصیت اور ہمارا حق قائم کر کے ہمارے جسمانی اور روحانی ترقی کے رستے کھول کر نہ صرف ہماری جانوں پر احسان کیا ہے۔ بلکہ ساری دنیا کے پہلی ارتقائی منزل کو محکم و استوار کر کے ساری دنیا کی ترقیوں کا راستہ کھول دیا +

KHILAFAT LIBRARY

اس جگہ طبعاً ایک سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے قبل بھی تو دنیا میں بڑے بڑے مصلحین اور بڑے بڑے جری اور بہادر انہی ذلیل و خوار ہستیوں کی گود سے نکلتے رہے ہے۔ تو پھر آپؐ نے عام دنیا پر کونسا احسان کیا۔ درحقیقت یہ اعتراض ہمارے مدعا کے مخالف نہیں۔ بلکہ ہمارے دعوے کی تائید میں ہے۔ کیونکہ ایک طرف تو یہ امر مسلم ہے۔ کہ ماؤں کا اثر بچوں پر زبردست پڑتا ہے۔ دوسری طرف ہم دیکھتے ہیں۔ کہ اسی "شیطان کے آلہ کار" کی گود سے انبیاء اور اولیاء نکلتے رہے ہیں۔ جس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ فطرت ان لوگوں کے دعوے کے خلاف زور زور سے آواز دے رہی ہے۔ اور فطرت اور دنیا کی تواریخ اسباب کی شاہد ہے۔ کہ وہ لوگ جو عورت کو شیطان کا آلہ کار یا چار پاؤں سے منسوب کرتے آرہے تھے۔ ان کی نظر۔ ان کی کوتاہ بینی پر مبنی تھی

اور یہ سوال کہ جب فطرت خود عورتوں کی موید تھی۔ اور ان کی گودوں سے اچھے ثمرات پیدا کرنے سے قاصر نہ رہی۔ تو رسول کریم نے کونسا احسان کیا۔ بجنسہٖ اس سوال کی مانند ہے جو لوگ یہ کہتے ہیں۔ کہ جب ساری باتیں قرآن اور حدیث میں موجود تھیں۔ تو پھر مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا کیا +

درحقیقت اس قسم کے تمام سوالات کی بنا کمی تدبّر پر ہے۔ کیونکہ دنیا میں جتنے بھی انبیاءؑ اولیاء اور مصلحین آتے رہے ہیں۔ وہ کوئی نئی چیز اپنی طرف سے نہیں لائے۔ بلکہ وہ انہی جذبات کو جو ہر انسان کے دل میں ترقی کرنے اور خدا سے ملنے کے لئے موجزن ہوتے ہیں۔ ابھار کر سیدھے راہ پر لگا دیتے ہیں۔ اور وہ تمام اسباب جو انسان کی جسمانی اور روحانی ترقی کیلئے پہلے سے فطرت میں موجود ہوتے ہیں۔ انکی طرف متوجہ کر کے ان سے صحیح طور پر فائدہ اٹھانے کا احسن طریقہ بتا دیتے ہیں اور انبیاء اور مصلحین کے آنے کی حقیقی غرض یہی ہوتی ہے۔ اور اگر یہ نہ آئیں تو اس مادہ کو جو فطرت میں ہمیشہ سے موجود ہوتا ہے۔ یا تو انسان اسے بالکل بھولا دیتا ہے یا ایک فائدہ مند چیز کو غلط طور پر استعمال کر کے اسے بجائے فائدہ . . . . کے ضرر رساں سمجھنے لگتا ہے۔ اسی اصل کے ماتحت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کی اس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسپرٹ کو جو غلط طور پر عورتوں کے خلاف جاری
تھی۔ زور سے روکا تا یہ زہر جو آہستہ آہستہ
جڑ پکڑ رہا تھا۔ بڑھتے بڑھتے تمام عورتوں کو ہلاک
کر کے ساری دنیا کی تباہی کا باعث نہ ہو جائے +

پس پاک ہے رسول کریم ؐ کی ہستی جسکے
احسان سے ہماری کیا ساری دنیا کی گردنیں
سبکدوش نہیں ہو سکتیں۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا
مُحَمَّدٍ وَّآلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ علیھم الف صلوٰۃٍ من
رب العالمین۔

پیاری بہنو! جب آپ پر یہ ثابت ہو گیا کہ
رَسُولِ اکرم صَلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
ہم پر یہ احسان کیا ہے۔ اور ہمیں یہ عزت بخشی ہے۔
اور ساری دنیا کی ترقی کی جڑ کو فطرت نے ہمارے
ہاتھوں میں دے رکھا ہے۔ تو ہم پر چند فرائض بھی
لازم آتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ ہم سے جہاں تک ہو سکے
ہم اپنے پیارے محسن اور حقیقی امام سردار دو جہان
کی محبت۔ فرمانبرداری اور اطاعت میں کوئی
دقیقہ اٹھا نہ رکھیں +

اور اپنی عزت اپنی عظمت کا پاس کرتے
ہوئے ہمیں اپنی ذمہ واریوں سے بھی غافل نہ رہنا
چاہیئے۔ کیونکہ جو شخص جتنی بڑی نعمت کا اہل ہوتا
ہے۔ اتنی ہی بڑی ذمہ واری بھی اس کے ساتھ
لگی رہتی ہے۔ جب فطرت نے ساری دنیا کی
ترقی کی باگ ہمارے ہاتھوں میں دے رکھی ہے۔
تو ہم سے پرسش بھی اتنی ہی زبردست ہو گی +

سر دست طوالت کے خوف سے ذمہ واریوں کی
بحث کو ملتوی کرتی ہوں۔ انشاء اللہ کسی اور موقعہ
پر بیان کرونگی۔ کہ ہماری کیا کیا ذمہ واریاں ہیں۔
اور ہماری زندگی کا ایک لمحہ بھی اس ذمہ واری سے
خالی نہیں رہنا چاہیئے :-

آخر میں میں دعا کرتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں
اور آپکو اپنے محسن اور امام نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی صحیح طور پر اطاعت اور اپنی تمام ذمہ واریوں کو
احسن طور پر نباھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین

(راقمہ سیدہ رقیہ بیگم اورینوی)
(بنت سید وزارت حسین صاحب احمدی۔ ضلع مونگیر)

KHILAFAT LIBRARY

وفات مسیح علیہ السلام

اگرچہ اس موضوع پر کئی دفعہ مصباح میں لکھا
جا چکا ہے۔ اور ثابت کیا گیا ہے۔ کہ حضرت مسیح
علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں۔ مگر پھر بھی مجھے بعض
اور قرآنی دلائل سے وفات مسیح ثابت کرنے کا
خیال آیا +

حیران ہوں ان لوگوں کی عقل پر جو روزانہ قرآن
شریف پڑھتے ہیں۔ اور ترجمہ بھی کرتے ہیں۔ جس میں
جگہ جگہ صاف صاف وفات مسیح کا ذکر ہے۔
پھر بھی نہیں سمجھتے۔ اور اپنی بات پر یہودیوں کیطرح
اڑے ہوئے ہیں۔ کہ حضرت عیسےٰ ایلیا نبی کیطرح

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بمعہ جسم خاکی آسمان پر موجود ہیں۔ اور وہاں سے زندہ اتریں گے۔ حالانکہ آجتک نہ کوئی آسمان پر چڑھا نہ اترے گا۔ بلکہ ایسا خیال کرنا ہی سنت اللہ کے خلاف ہے۔ کیونکہ ایک طرف تو اللہ تعالےٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے۔ فیہا تحیون و فیہا تموتون و منہا تخرجون۔

دوسری جگہ فرماتا ہے:۔ ولقد خلقنا الانسان من سللۃ من طین ۰ ثم انکم بعد ذالک لمیتون ۰ ثم انکم یوم القیٰمۃ تبعثون (المومنون) پھر تم اسکے پیچھے مروگے۔ پھر تم قیامت کے دن اٹھائے جاؤگے۔ نحن قدرنا بینکم الموت (واقعہ) پھر تین جگہ کل نفس ذائقۃ الموت فرمایا ہے۔ اب سوچنا چاہیئے۔ کہ اس سے خدائے پاک کا کیا مطلب ہے۔ کہ ایک طرف تو ایسا فرماتا ہے۔ اور دوسری طرف بعض انسانوں کو زندہ آسمان پر اٹھاتا ہے۔ اور ہزارہا برس بغیر تغیرّ و تبدل کے رکھتا ہے۔ کیا لوگوں کو بھول بھلیاں میں ڈالتا ہے! یا تفرقہ ڈالنا پسند کرتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ اللہ تعالےٰ ایسا نہیں۔ جو لوگوں میں اختلاف ڈالے۔ بلکہ وہ تو اختلاف کو مٹاتا ہے۔ وہ سچا ہے۔ سچ کہتا ہے۔ اور سچ کو پسند کرتا ہے۔

قرآن پاک میں خداوند کریم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اقرار جو انہوں نے اپنی وفات کی بابت کیا ہے۔ یوں فرمایا ہے۔ کہ جب میں حضرت عیسیٰ سے پوچھونگا۔ اے عیسیٰ تو نے ان لوگوں کو کہا تھا۔ کہ مجھے پوجو تو۔ اپنی بیگناہی کا عذر کر کے یہ بھی فرمائیں گے۔ وکنت علیہم شہیدا ما دمت فیہم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم وانت علیٰ کل شیء شہید ۰ (مائدہ) اور میں ان سے خبردار تھا۔ جبتک ان میں رہا۔ پھر جب تو نے مجھے فوت کر دیا تب تو ہی ان کا نگران تھا۔ اور تو ہی ہے ہر چیز سے خبردار۔ اب یہاں ظاہر فرما دیا۔ عیسائی قوم جو بگڑی ہے تو وفات مسیح کے بعد بگڑی ہے۔ جب یہ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ کہ عیسائی قوم بلحاظ عقیدہ توحید بگڑ چکی ہے تو یہ بھی ماننا پڑیگا۔ کہ مسیح کا یہ اقرار سچ ہے۔ کہ میری وفات ہو چکی۔ پھر حضرت عیسےٰ علیہ السلام فرماتے ہیں۔ اِنِّی عَبْدُ اللّٰہِ ط اٰتٰنِیَ الْکِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا وَّ جَعَلَنِیْ مُبٰرَکًا اَیْنَ مَا کُنْتُ وَاَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ مَا دُمْتُ حَیًّا ۰ پھر وَالسَّلٰمُ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُّ وَیَوْمَ اَمُوْتُ وَیَوْمَ اُبْعَثُ حَیًّا ۰ (مریم) ان آیات شریفہ میں بھی انکی موت کا اقرار ہے۔ کیونکہ وہ خود فرماتے ہیں۔ میں ہوں بندہ اللہ کا۔ اس نے مجھ کو کتاب دی ہے۔ اور اس نے مجھے نبی کیا۔ اور بنایا ہے مجھکو برکت والا جس جگہ میں ہوں۔ اور مجھکو حکم ہے۔ نماز اور زکوٰۃ کا جب تک میں رہوں جیتا۔ اور سلام ہے مجھ پر جس دن میں پیدا ہوا۔ اور جس دن مروں۔ اور جس دن پھر اٹھ کھڑا

KHILAFAT LIBRARY
Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہوں جی کر۔ اب ظاہر ہے۔ کہ جب ان کو اللہ تعالیٰ نے زندہ ہی رکھنا تھا۔ تو ان کو بھی ضرور معلوم ہو جاتا۔ کیونکہ جب ان کو اپنی بابت اور اپنی نبوت کی بابت بچپن میں معلوم ہو گیا تھا۔ اور لوگوں کو سچی باتیں کہی تھیں۔ تو اپنی طویل زندگی کے بارے میں کیوں نہ کہا۔ پھر جب فرماتے ہیں:۔

وَاَوْصَانِیْ بِالصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ مَادُمْتُ حَیًّاؕ تو زکوٰۃ دینے کی یہاں والوں کو ضرورت ہے نہ کہ آسمان والوں کو۔ آسمان والے زکوٰۃ کیا کرتے ہیں۔ کیونکہ حضرت مسیحؑ جو اب تک زندہ ہیں تو ضرور وہاں پر نماز بھی پڑھتے ہوں گے۔ اور زکوٰۃ بھی دیتے ہوں گے۔ حالانکہ وہاں والوں کو کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ پھر جس شخص کی اتنی لمبی عمر ہو۔ اور وہ وعدہ بھی کرے۔ کہ میں لوگوں کو فائدہ پہنچاؤں گا۔ اور پھر گنتی کے چند سال گزار کر لوگوں کو تباہی و گمراہی کے حال میں چھوڑ کر آسمان پر چڑھ جائے۔ اور ہزاروں برس یونہی گزار دے۔ تو آپ اس کو کیا کہینگے، چاہیئے تو یہ تھا کہ جب ان کی اتنی زیادہ عمر تھی۔ تو یہیں رہتے۔ نماز پڑھتے تاکہ ان کے پیرو اُن کو دیکھکر نماز پڑھتے۔ آج کل جو وہ گرجاؤں میں باجہ بجاتے ہیں۔ اور گیت گاتے ہیں۔ ایسا نہ کرتے زکوٰۃ بھی یہاں دیتے تاکہ غریبوں کو فائدہ پہنچتا۔ لہٰذا یہی ثابت ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور نبیوں کیطرح دنیا میں کام ختم کر کے وفات پا گئے ہیں۔

آب اللہ پاک حضرت عیسےٰؑ کی وفات کے متعلق جو خبر دیتا ہے۔ وہ بھی سنیں:۔

یٰعِیْسٰۤی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَرَافِعُكَ اِلَیَّ۔ (آل عمران) اے عیسیٰ میں تجھ کو وفات دوں گا اور اٹھاؤں گا اپنی طرف۔ یہاں پہلے فوت کا لفظ آیا ہے۔ بعد میں رفع کا۔ اور یہ ظاہر ہے کہ انسان کا وفات پاکر ہی رفع ہوتا ہے۔ نہ کہ انسانی جسم کے ساتھ۔ اگر اسی جسم کے ساتھ کوئی آسمان پر چڑھائے جانے کے لائق تھا۔ تو وہ ہمارے حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی تھے جو فخر الانبیاء ہیں۔ جن کی غلامی میں خود حضرت عیسےٰ فخر محسوس کرتے ہیں۔ پھر کہیں یہ بھی ہوا ہے؟ کہ آقا زمین پر لیٹے۔ اور غلام تخت پر بیٹھے۔ ؎

گنبد خضرا میں ہو مدفون شاہِ دوجہاں
اور زندہ آسماں پر ابن مریم الاماں۔

پھر خداوند عزوجل فرماتا ہے۔ اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ ۝ یہاں جہاں عیسائیوں کی بابت رد فرمایا ہے۔ وہاں مسلمانوں کو بھی سمجھایا ہے۔ کہ جیسے حضرت آدم علیہ السلام وفات پا گئے ہیں۔ ویسے حضرت عیسےٰ علیہ السلام بھی وفات پا چکے ہیں۔ مسلمانوں کے نزدیک حضرت عیسےٰ علیہ السلام اس لئے چوتھے آسمان پر گئے ہیں۔ کہ بن باپ تھے۔ تو حضرت آدم علیہ السلام کونسے ماں باپ کے لاڈلے تھے۔ ان کی تو نہ

KHILAFAT LIBRARY

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ماں تھی۔ نہ باپ تھے۔ چاہیئے کہ وہ ساتویں آسمان پر زندہ ہوں۔ مگر ان کے لئے ایسا نہیں کہا جاتا۔ بلکہ ان کی کہیں قبر بتائی جاتی ہے۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں آیا ہے۔ وَمَا محمدٌ الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل (آل عمران) یعنے محمدؐ ایک رسول ہے۔ اس سے پہلے تمام رسول گزر چکے ہیں۔ تمام مفسرین خلت (گذر چکے ہیں) کی دو ہی صورتیں بتلاتے ہیں۔ بالموت او القتل یعنے موت یا قتل تیسری صورت کوئی نہیں۔ اگر ہوتی تو اس کا بھی ذکر ہوتا حضرت آدم علیہ السلام کو جب شیطان بہکانے لگا۔ اور نافرمانی کا پھل کھلانے لگا۔ تو کیا بہانہ بنایا؟ یہی۔ کہ خدا تعالےٰ نے تجھے اس لئے پھل سے منع فرمایا کہ۔ الاّ ان تکونا ملکین او تکونا من الخالدین ٥ (اعراف) اس سے معلوم ہوگیا۔ کہ حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے موت موجود تھی۔ اور چونکہ ان کو معلوم تھا۔ کہ میں وفات پاؤں گا۔ اسلئے جینے کی امید پر شیطان کے کہے میں آگئے۔ مگر جو ہمیشہ نہ رہنے والے تھے۔ نہ رہے۔

KHILAFAT LIBRARY

قرآن شریف میں آیا ہے۔ وَمَا جَعَلْنٰاھُمْ جَسَدًا لا یاکُلُون الطعام وما کانو خٰلدین (انبیاء) اور ہم نے کوئی بدن ایسا نہیں بنایا۔ جو کھانا نہ کھاوتے اور نہ ہی وہ ہمیشہ رہے گا۔ چونکہ حضرت عیسےٰؑ بھی جسم رکھتے تھے۔ تو جسم کے واسطے کھانا کھانا لازم ہوا۔ اور کھانا کھانے والے کو موت لازم ہوئی۔ ہاں اگر کوئی کہے۔ کہ وہ کھانا نہیں کھاتے تھے۔ تو یہ الگ بات ہے۔ مگر ایسا بھی کوئی نہیں کہہ سکتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کَانَا یَاکُلٰنِ الطَّعَام۔ وہ دونوں یعنے حضرت عیسےٰ اور ان کی ماں صدیقہ کھانا کھاتے تھے۔ ان آیات سے واضح ہوا۔ کہ خاکی جسم رکھنے والے خوراک کے محتاج ہیں۔ اور خوراک بھی اسی زمین کی پیدا شدہ۔ اب جب حضرت عیسیٰؑ اب تک زندہ ہیں۔ تو ان کے واسطے آسمان پر انسانی غذا کہاں ہوگی۔ کاشت کیلئے زمین کہاں ہوگی۔ اور زمین کے لئے کھاد کہاں پھر انسانی غذا کھانے والوں کو حوائج ضروریہ بھی ہوتی ہیں۔ اسکا کیا کرتے ہوں گے؟

وہ آیت جو اللہ جلشانہٗ نے عام طور پر سب کی موت کے متعلق فرمائی ہے۔ یہ ہے:۔ وَمَا جعلنا لبشرٍ من قبلِک الخلد افان مت فھم الخلدون ٥ کل نفسٍ ذائقۃ الموت (انبیا) اور ہم نے تجھ سے پہلے کسی آدمی کو ہمیشہ کا جینا نہیں دیا۔ کیا اگر تو مر گیا تو وہ رہ جاویں گے۔ ہر ایک جی کو چکھنی ہے موت۔ ذٰلِکَ عیسیٰ ابن مریم قول الحق الذی فیہ یمترون ٥ یہ ہے عیسےٰ مریم کا بیٹا جس پر لوگ جھگڑتے ہیں۔

اگر باوجود اتنی قرآنی دلیلوں کے پھر بھی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

16

بعض مولوی صاحبان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ مانیں۔ اور اپنی بات کو سچی جانیں تو اس کا کوئی علاج نہیں۔ مگر وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ قِیلًا۔ اور اللہ سے سچی کس کی بات ہو سکتی ہے۔ افسوس صد افسوس ان پر جو ایک مُردے کے انتظار میں سچے مامور سے انکار کرتے ہیں۔ اور مردوں کا اس دنیا میں دوبارہ آنا تو میری بہنو!

"این خیال است و محال است و جنون"

والسلام

قانتہ از پشاور

KHILAFAT LIBRARY

الٰہی پیار

دنیا مصیبتوں اور تکلیفوں کی جگہ ہے۔ یہاں کے ہر تبسم میں جو ہونٹوں پر کھیلتا ہے ایک نہ ایک دکھ کا راز پوشیدہ ہے۔ بڑا ہو یا چھوٹا۔ غریب ہو یا امیر ہر ایک اپنے الم میں گرفتار ہے۔ جہاں پیسہ ہے وہاں چیز نہیں۔ جہاں چیز ہے وہاں پیسہ ندارد۔ اگر کہیں دولت ہے۔ تو صحت نہیں۔ اگر صحت سے بہرہ ور ہو۔ تو دولت سے تہی دامن۔ غرضیکہ مکمل خوشی کسی کو بھی نصیب نہیں۔

میں انہیں خیالات میں مستغرق تھا۔ کہ میرا ایک دوست آیا۔ اور مجھے اداس پاکر ایک پر رونق میلے میں لے گیا۔ تاکہ وہاں شائد میرا غم غلط ہو سکے۔ میں وہاں کیا دیکھتا ہوں کہ اس کڑکتی دھوپ میں ایک بچہ مضبوطی سے اپنے باپ کی انگلی تھامے خوشی خوشی اِدھر اُدھر بھاگتا پھرتا تھا۔ اسکو دھوپ اور گرمی کا ذرا بھی خیال نہیں تھا جو باتیں ہمکو ناپسند معلوم دیتی ہیں۔ وہی اسکو باپ کی انگلی پکڑے ہشاش بشاش بنارہی تھیں۔

اتنے میں اس سے باپ کی انگلی چھوٹ گئی۔ انگلی کا چھوٹنا تھا کہ رنگ میں بھنگ پڑ گئی۔ تمام خوشیاں متبدل بغم ہو گئیں "ہائے ابّا۔ ہائے ابا" پکارتا اور روتا ہوا دیوانوں کیطرح اِدھر سے اُدھر باپ کی تلاش میں بھاگنے لگا۔ اللہ والے لوگ بچے کو اٹھا کر اس کے باپ کی تلاش میں مصروف ہو گئے۔ اور طرح طرح کی چیزیں دیکر بہلانا چاہا۔ پر اس نے ذرا بھر بھی پرواہ نہ کی اور برابر "ابّا۔ ابّا" کی رٹ لگائے رکھی۔

بالکل اسی طرح دنیا کے دکھوں کا حال ہے۔ خدا ہمکو ہرگز دکھی رکھنا نہیں چاہتا۔ لیکن جسطرح بچہ میلہ کے اندر دکھ پا رہا ہے۔ اسی طرح ہم بھی دنیا میں دکھ پا رہے ہیں۔ بچہ کے لئے بذات خود باپ یا میلہ دکھ نہیں۔ بلکہ اصل دکھ باپ کی "جدائی" کا ہے۔ سو اسی طرح اس عالم کے میلے میں ہماری روح خدا کی ذات سے بھٹک کر دکھ اٹھا رہی ہے۔ اور باوجود اسباب کے کہ ہمکو تمام دنیاوی سامان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حاصل ہیں۔ پر پھر بھی سچی خوشی حاصل نہیں۔

پس آئے سچی خوشی کے متوالو آؤ۔ الٰہی پیار کے چشمے میں غوطہ لگا کر دیکھیں۔ کہ کتنی خوشی حاصل ہوتی ہے۔

خدا کی عبادت کا دراصل یہی فلسفہ ہے۔ جسکی بابت مولانا روم فرما گئے ہیں:۔

لب بہ بند و چشم بند و گوش بند
گر نہ بینی سرّ حق بر من بخند

(ترجمہ) پیر محمد عبد اللہ نثار

عجائبات

KHILAFAT LIBRARY

ایک عورت کے ایک دن میں سات بچے پیدا ہوئے

کلکتہ ۸ ر اگست قارئین نہایت متعجب ہوں گے۔ کہ ایک شخص مسمّی امرت ساؤ۔ قوم تیلی بمقام موضع لاؤ تھانہ وڈالگی نہ نگاری ضلع گیا کی ایک زوجہ کے عرصہ پندرہ سال کا ہوا۔ کہ دن میں سات لڑکے علی الترتیب مندرجہ ذیل پیدا ہوئے۔ اور اب سب زندہ ہیں۔ اور نہایت تندرست ہیں۔ لڑکوں کے نام یہ ہیں:۔ لکھوروا۔ ڈوما۔ بھگو توا۔ فقیروا۔ سیتارام۔ علاوہ ان کے دو لڑکیاں ہیں۔ یہ بچے زچہ کو پہلی مرتبہ ہوئے ہیں۔ ان لڑکوں کی پیدائش کے دو ہی برس بعد امرت ساؤ جو ان لڑکوں کا باپ ہے۔ مر گیا۔ اب یہ بیوہ اپنی حالت ہو گی میں انہیں ساتوں لڑکوں کی شادی بیاہ انجام دیتے ہوئے بہ اطمینان زندگی بسر کر رہی ہے۔

سات سال سے بارش نہیں ہوئی

اسپین سے آمدہ خبریں مظہر ہیں۔ کہ شہر لوبرکا میں (جو مغربی علاقہ میں واقع ہے) ایک ہزار کاشتکار بھوک اور پیاس سے پریشان ہو کر قرب و جوار کے دیہات میں گھر بار چھوڑ کر آئے ہوئے ہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ تقریباً سات سال سے وہاں بارش نہیں ہوئی۔ اور ساری زمین خشک ہو گئی ہے۔

درندوں سے سانپ زیادہ خطرناک ہیں!

احمد نگر (جنوبی ہند) سے لفٹننٹ کرنل گارلوپے رقمطراز ہیں۔ کہ آجکل بارش نے سانپوں کو ان کے بلوں سے باہر نکال دیا ہے۔ ہندوستان میں جنگلی درندے اتنے آدمیوں کی جان نہیں لیتے جتنی کہ سانپوں کے ڈسنے سے ضائع ہوتی ہیں۔ سانپ بالاوسط روزانہ ایک سو ہندوستانیوں کو ہلاک کر دیتے ہیں۔ گویا ہر سال ۳۶۵۰۰ ہندوستانی سانپوں کا شکار ہوتے ہیں۔ حالانکہ شیر ۲۷۵ بھیڑیئے ۱۷۵ چیتے ۱۰۰ مگرمچھ ۷۵، ہاتھی ۷۵، سور ۷۵، اور ریچھ ۱۰۰ سے بالترتیب سالانہ بالمقابل نوشتہ آدمی ہلاک ہوتے ہیں۔ ان اعداد و شمار سے ثابت ہوتا ہے کہ جنگلی درندے سانپوں کی نسبت کم نقصان جان کرتے ہیں۔ بلکہ تمام جنگلی درندے ملکر بھی اتنا نقصان نہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کرتے۔ جتنا تنہا سانپ کرتے ہیں۔ ۲۰۶۵۰۰۔ اموات کی تعداد اتنی عظیم ہے۔ کہ جسے سنکر انسان کا بدن کانپ اٹھتا ہے۔ کیونکہ یہ تعداد برطانوی سپاہیوں کی تعداد سے دوگنی ہے۔ جو ۱۷۹۳ء اور ۱۸۱۵ء کے درمیان قریباً بائیس سال کے عرصہ میں نپولین کے ساتھ جنگ کرتے ہوئے مارے گئے تھے +

اسّی سالہ بڑھیا کو کروڑوں روپے مفت مل گئے

ایک ارمنی سوداگر آج سے ۵۰ سال پیشتر ہندوستان میں مر گیا۔ اس نے لاکھوں روپے چھوڑے۔ متوفی نے اپنے وصیّت نامہ میں لکھا کہ اسے پچاس سال بعد کھولا جائے۔ اس دوران میں اس کا کاروبار تجارت ایک سرکاری کمیٹی کے زیر نگرانی بدستور چلتا رہا۔ کمیٹی اسے اعلیٰ پیمانہ پر کامیابی سے چلاتی رہی۔ اب پچاس سال کی مدت بھی ختم ہوگئی۔ وصیّت نامہ کھولا گیا۔ تو اس میں لکھا تھا۔ کہ میری تمام دولت میرے سب سے قریبی رشتہ دار کو دیجائے۔ تحقیقات سے معلوم ہوا۔ کہ اسکندریہ میں متوفی کی اسّی سالہ حقیقی بہن موجود ہے۔ چنانچہ اسے یہ مژدہ جانفزا پہنچا دیا گیا۔ مارے خوشی کے اس کی بہن کی باچھیں کھل گئیں۔ چہرہ روشن ہو کر چمکنے لگا۔ بڑی بی بھائی کی کروڑوں روپے کی جائیداد اور

نقد پر قبضہ کرنے کے لئے ہندوستان کو روانہ ہوگئی ہیں۔ اسے اتنی دولت کے ملنے تک کا خیال بھی نہ تھا +

۱۱۱ فٹ لمبی مچھلی

۳۷ گز لمبی مچھلی، کوپن ہیگن سے خبر آئی ہے۔ کہ وہاں ۱۱۱ فٹ لمبی ویل مچھلی پکڑی گئی ہے دور سے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ کوئی دیوار یا بحری بند سمندر کے کنارے تعمیر کیا گیا ہے۔ اس کے ایک ایک دانت کا قطر ۹ ۱/۲ انچ ہے۔ مونچھوں کے بال انگوٹھے کے برابر ہیں۔ جس وقت اسے پکڑا گیا۔ اس نے دم مار کر دو خالی کشتیوں کو الٹ دیا۔ وہ کئی گھنٹے کی مسلسل جدوجہد کے بعد پکڑی گئی۔ اتنی بڑی مچھلی اس سمندر میں آجتک نہیں پکڑی گئی۔

KHILAFAT LIBRARY

گرمی میں آنکھیں دکھنے کا مجرب لیپ

دوا۔ وزن اور ترکیب:۔ رسونت ۲ ماشے۔ پھٹکڑی بریاں ۲ ماشے۔ صندل سرخ ۲ ماشے۔ ہلیلہ سیاہ ۲ ماشے۔ افیم و زعفران ہر ایک چار رتی آب کشنیز یا سبز مکو۔ ترکیب:۔ پہلے ہری مکو کے پتوں کا عرق نکال لیں۔ پھر سب دوائیاں اس عرق میں خوب باریک پیس لیں۔ اور چینی کے صاف برتن میں ڈھانک کر رکھدیں آنکھوں کے لئے جن میں ورم اور سرخی اور کھٹک بہت ہو یہ ہمارا لیپ انشاء اللہ نہایت مفید ثابت ہوگا۔ [illegible]

Digitized by Khilafat Library Rabwah